بانی: عبدالحمید انصاری مرحوم

Providing Nationalist Leadership Since 1938

THE INQUILAB

انقلاب

سنڈے

www.inquilab.com

ہندوستان کا منفرد اور کثیر الاشاعت اُردو روزنامہ - قائم شدہ ۱۹۳۸ء

Mumbai, Sunday, October

سنڈے میگزین

دماغی صحت کی بحالی کا ادارہ

ہما ہارون رشید

بوریولی کی ایک خوبصورت سی عمارت کے دوسرے منزلے کی سیڑھیوں پر بیٹھا ۷۰ رسالہ رابنسن اپنے آپ کو برٹش آرمی کا پائلیٹ سمجھتا تھا اور وہ جلد از جلد اپنا جنگی طیارہ اڑانا چاہتا تھا۔ لیکن آج وہ ٹھیک طریقے سے لوگوں سے بات چیت کرتا ہے جس کا سہرا شردھا ری ہیبی لٹیشن فاؤنڈیشن کے سر جاتا ہے۔ ۱۹۹۳ء سے قبل رابنسن اپنی زندگی جہانگیر آرٹ گیلری کے فٹ پاتھ پر گزارتا تھا اور لوگ اسے پاگل کہتے تھے کیونکہ وہ اپنے آپ سے باتیں کرتا اور لوگوں کو دیکھ کر طرح طرح کی حرکتیں کرتا یا منہ بناتا تھا۔ ایک دن اُسے شردھا فاؤنڈیشن کے رضا کاروں نے اپنے ساتھ لے جانے کا فیصلہ کیا۔ چھ مہینے بعد رابنسن ٹھیک ہو گیا لیکن اس کے خاندان والوں نے اسے پہچاننے سے انکار کر دیا۔ پچھلے آٹھ برس سے وہ فاؤنڈیشن میں رہ رہا ہے۔

یہ فاؤنڈیشن ہندوستان کا واحد غیر سرکاری ادارہ ہے جو سڑکوں پر گھومنے والے بے گھر، دیوانگی کے شکار شیزوفرینیا (Schizophrania) لوگوں کو اپنے فاؤنڈیشن میں پناہ دے کر ان کا علاج کرتا ہے۔ فاؤنڈیشن کے بانی اور ماہر نفسیات ڈاکٹر بھرت واتوانی نے کہا کہ ”ہندوستان کی ایک فیصد آبادی شیزوفرینیا نامی بیماری کی شکار ہے۔ اس بیماری میں انسانی دماغ میں ’ڈوپامائن‘ نامی کیمیکل بہت زیادہ مقدار میں بننے لگتا ہے جس سے انسان اپنا ذہنی توازن کھو کر خیالی دنیا میں رہنے لگتا ہے۔ وہ ان چیزوں کو دیکھنے اور سننے لگتا ہے جن کا کوئی وجود ہی نہیں۔ نتیجتاً مریض کے آس پاس کے لوگ اسے ’پاگل‘ کہنے لگتے ہیں۔ لیکن یہ

رابنسن، شردھا فاؤنڈیشن میں علاج سے پہلے اور انسیٹ میں علاج کے بعد

ہماری بدقسمتی ہے کہ لوگ بیماری کا علاج کرانے کی بجائے اُسے چھپانے لگتے ہیں اور سادھو سنت اور باباؤں کے چکر کاٹنے شروع کرتے ہیں۔“

یہ فاؤنڈیشن ڈاکٹر بھرت اور سمیتا واتوانی نے ڈاکٹر گھنیشام بھیمانی کے ساتھ مل کر ۱۹۹۱ء میں شروع کیا۔ ڈاکٹر بھرت کے بقول میڈیکل کی پڑھائی کے دوران شیزوفرینیا میری تھیسس کا موضوع تھا۔ اس دوران میں نے سڑک پر لاچاروں کی طرح گھومتے ہوئے لوگوں کو دیکھا جنہیں دو وقت کے کھانے اور ذہنی بیماری سے لڑنے کے لئے دواؤں کی ضرورت تھی۔ سماج کے لوگ ان کی مدد کرنے کی بجائے انہیں پاگل کا خطاب دے دیتے ہیں۔

۱۹۸۹ء میں اپنے ریسرچ کے دوران ڈاکٹر بھرت نے سڑک پر ایک شخص کو گٹر کا پانی پیتے ہوئے دیکھا۔ ڈاکٹر بھرت اُسے اپنے ساتھ کلینک لے آئے۔ دواؤں کے ساتھ اُس کے کھانے پینے اور رہنے کا انتظام کیا۔ تین مہینے بعد وہ شخص بالکل ٹھیک ہو گیا۔ اس سے گفتگو کرنے کے دوران پتہ چلا کہ وہ ایک لیب ٹیکنیشین ہے اور آندھرا پردیش کے ضلع پریشد کے افسر کا بیٹا ہے۔ علاج کے بعد اسے دوبارہ اس کے آبائی وطن بھیج دیا گیا اور اس طرح ڈاکٹر بھرت نے یہ فیصلہ کیا کہ فاؤنڈیشن کے ذریعے وہ ممبئی جیسے گنجان آبادی والے شہر کے فٹ پاتھوں پر پڑے ہوئے ان لوگوں کی مدد کریں گے جو اپنا ذہنی توازن کھو چکے ہیں۔

فاؤنڈیشن کی کاؤنسلر ڈاکٹر نیہا بتاتی ہیں ”پچھلے دس برس میں ہم نے ۸۰۰ لوگوں کو سڑکوں سے اٹھا کر اپنے سینٹر میں پناہ دی۔ ان کا علاج کیا اور انہیں ان کے آبائی وطن بھیج دیا۔ فاؤنڈیشن سے استفادہ کرنے والے بیشتر لوگوں کا تعلق ہندوستان کی دوسری ریاستوں سے ہوتا ہے۔ ہم نے لوگوں کا مکمل علاج کر کے انہیں پنجاب، بنگلور، اتر پردیش کے بچھڑے ہوئے علاقوں میں دوبارہ ان کے خاندان والوں سے ملوایا ہے۔ بعض مرتبہ تو ایسا بھی ہوتا ہے کہ مریض کی زبان ہم سمجھ نہیں پاتے۔ ان حالات میں ہم باہر سے ایسے شخص کو بلاتے ہیں جو مریض کی بات سمجھ سکے۔“

فاؤنڈیشن کے نجی رضا کار شہر میں مختلف مقامات پر گھومتے ہوئے یا عجیب و غریب حرکتیں کرنے والے افراد کو اپنے ساتھ سینٹر لے آتے ہیں یا عوام خود بھی رابطہ قائم کرتے ہیں۔ ڈاکٹر نیہا نے کہا ”فاؤنڈیشن میں آنے کے بعد ہم مریض کو اینٹی سائیکوٹک (Anti Psychotic) دوائیں دینا شروع کرتے ہیں۔ تقریباً ۱۵ ردنوں میں مریض اپنی جارحانہ حرکتوں پر قابو پا لیتا ہے اور ہم باتوں باتوں میں یہ جاننے کی کوشش کرتے ہیں کہ وہ کس مقام یا جگہ سے تعلق رکھتا ہے۔ مریض کو مکمل طور پر ٹھیک ہونے میں تین سے چار مہینے لگتے ہیں۔ اس دوران کاؤنسلنگ کے علاوہ اسے چھوٹے بڑے معمے حل کرنے کے لئے دیئے جاتے ہیں تاکہ اس کی سوچنے کی قوت میں اضافہ ہو۔ گھر واپس جانے کے بعد بھی تقریباً ایک سال تک مریض کو دوائیں استعمال کرنے کی صلاح دی جاتی ہے۔ اور اگر اس کے مالی حالات ٹھیک نہیں تو دوائیں ممبئی سے مفت روانہ کی جاتی ہیں۔

فی الوقت اس فاؤنڈیشن میں شیزوفرینیا کے ۱۹ر مریض زیر علاج ہیں۔ ان میں سے صرف چار نئے ہیں بقیہ کو ٹھیک ہونے کے باوجود بھی اپنی زندگی کے باقی دن وہیں کاٹنے پڑ رہے ہیں کیونکہ ان کے گھر والوں نے انہیں پہچاننے سے انکار کر دیا ہے۔

اس سلسلے میں Occupational تھیراپسٹ ڈاکٹر شیتل کا کہنا ہے کہ ”سماج کے منفی رویے کی وجہ سے اِرواڑی جیسی غیر قانونی جگہوں کا وجود عمل میں آتا ہے جہاں انسان کو جانور سے بھی بدتر حالت میں رکھا جاتا ہے اور علاج کرنے کی بجائے اس کے مرنے کا انتظار کیا جاتا ہے۔“

آج دماغی بیماری کے لئے جدید سائنسی علاج مہیا ہے۔ لیکن ممبئی کی بڑھتی ہوئی آبادی کے لحاظ سے کتنے نئے اسپتال ہیں جو ذہنی بیماروں کے لئے کھولے گئے ہیں۔ بقول ڈاکٹر بھرت ”اس کا جواب صفر ہے۔ جب میں طالب علم تھا تب صرف کے ای ایم، جے جے اور نائر اسپتال میں نفسیاتی مریضوں کے لئے علاحدہ وارڈ ہوا کرتا تھا۔ آج بھی صورتِ حال وہی ہے۔ اس کے علاوہ تھانہ مینٹل اسپتال ہے۔ سرکاری اسپتال میں بھی مریض کو ۲۰ دن سے زیادہ نہیں رہنے دیا جاتا۔ مریض مکمل طور پر ٹھیک ہو یا نہ ہوا سے ڈسچارج کر دیا جاتا ہے۔“

ممبئی کی آبادی میں گزشتہ ۱۵ر برسوں میں دوگنا اضافہ ہوا ہے۔ کیا وجہ ہے کہ ممبئی کے کسی بڑے پرائیویٹ اسپتال میں نفسیاتی مریضوں کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے؟ ایسے کئی سوال ہیں جو ڈاکٹر بھرت کے ذہن میں گونجتے رہتے ہیں۔ اس کے باوجود وہ ہر اس شخص کی مدد کے لئے اپنا ہاتھ بڑھاتے ہیں جو کسی وجہ سے اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھا ہے۔

(رابطہ: شردھا فاؤنڈیشن: 8955020)■